السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہمارے ہاں ایک مسئلہ ہوگیا ہے جو آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری مسجد میں ایک دن مغرب کی اذان جلدی ہوگئی، عام دنوں میں تو محسوس نہیں ہوتا لیکن رمضان کی وجہ سے ہر کوئی محسوس کرتا ہے اذان ۳۵ کے بجائے موذن نے ۳۰ منٹ پہ دے دی ۔ لیکن جب ان کو نشاندہی کرائی گئی تو وہ بہت پریشان ہوئے ۔ اس (اذان کی) وجہ سے لوگوں نے غروب آفتاب سے پہلے روزہ کھول لیا اس مسئلے کے حل کے لئے انہوں نے مختلف علماء کرام سے رابطہ کیا جن میں ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب بھی ہیں لیکن انہوں نے اس مسئلے کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ اس کے بعد عبدالستار بھٹی صاحب نے عبدالمنان نورپوری صاحب سے رابطہ کیا، انھوں نے یہ فتویٰ دیا کہ جن لوگوں نے روزہ کھولا ہے وہ دوبارہ روزہ رکھیں گے لیکن بعض علماء کرام نے کہا کہ یہ موذن کی غلطی ہے تو موذن ہی روزہ رکھے گا ۔ لیکن عبدالستار بھٹی صاحب اور موذن نے عبدالمنان نورپوری صاحب کے فتویٰ پر اکتفا کیا اور مسجد میں اعلان کیا کہ سارے لوگ دوبارہ روزہ رکھیں گے ۔ لیکن بہت لوگوں کا خیال ہے کہ صرف ہم نے روزہ نہیں کھولا بلکہ ان لوگوں نے بھی کھولا ہے جو اس مسجد میں نماز ادا کرنے نہیں آتے جو دوسرے یعنی گھر کے قریب والی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں ۔

پوچھنا یہ ہے کہ کیا ہم دوبارہ روزہ رکھیں گے یا موذن کی غلطی ہے وہی دوبارہ روزہ رکھے گا ۔

اس مسئلے کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب بتا کر الحدیث میں شائع کریں ۔ (ان شاء اللہ) کیونکہ ہم لوگ اس مسئلے کی وجہ سے بہت پریشان ہیں ۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''افطرنا علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم یوم غیم ثم طلعت الشمس'' الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، ایک دفعہ بادل والے دن ہم نے روزہ افطار کرلیا، پھر (بادل ہٹنے کے بعد) سورج نکل آیا......الخ (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا افطر فی رمضان ثم طلعت الشمس ح ۱۹۵۹)

ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ : قضا ضروری ہے ۔ (صحیح بخاری : ۱۹۵۹)

اسلم العدوی مولیٰ عمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ بادل والے دن (سیدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روزہ افطار کرلیا، آپ یہ سمجھتے تھے کہ مغرب ہوچکی ہے اور سورج غروب ہوچکا ہے، پھر (بادل ہٹنے کے بعد) سورج طلوع ہوگیا تو امیر المومنین نے فرمایا:

''الخطب یسیر وقد اجتهدنا'' مسئلہ آسان ہے (صرف ایک روزہ قضا کا رکھ لیں گے) اور ہم نے اجتہاد کیا ہے ۔ (موطا امام مالک، روایة ابی مصعب الزہری ۳۱۶/۱ ح ۸۲۰ وسندہ صحیح، روایة القعنبی ص ۲۱۲)

اروایت کی تشریح میں امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یرید بذلک عمر بن الخطاب القضاء ویسارة موونته وخلفته فیما یری واللہ أعلم'' عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کا ان الفاظ سے یہ ارادہ تھا کہ روزے کی قضا ہوگی اور ایسا کرنا آسان اور معمولی ہے ۔ واللہ اعلم (موطا الزہری ص ۳۱۶، ۳۱۷ و موطا القعنبی ص ۲۱۳)

اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں، مثلاً دیکھئے موطا امام مالک (روایة یحییٰ بن یحییٰ ۳۰۳/۱ ح ۶۸۲، الصیام : ۴۴ و بتحقیق الشیخ سلیم بن عید الہلالی ۳۴۳/۲ ح ۳۹، وقال : موقوف صحیح) ومصنف ابن ابی شیبہ (۲۳/۳ ح ۹۰۴۵، ۲۴) و مصنف عبدالرزاق (۱۷۸/۴ ح ۷۳۹۲، ۷۳۹۴) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۲۱۷/۴)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں آیا ہے کہ ''واللہ لانقضیه'' اللہ کی قسم، ہم روزے کی قضا ادا نہیں کریں گے (السنن الکبری للبیہقی ۲۱۷/۴ واللفظ لہ، مصنف عبدالرزاق ۱۷۹/۴ ح ۷۳۹۵) و مصنف ابن ابی شیبہ (۲۳/۳ ح ۹۰۵۲)

یہ روایت سلمان بن مہران الاعمش، مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے ۔

علامہ نووی فرماتے ہیں : ''والاعمش مدلس، لایحتج بعنعنته الا اذا صح سماعه الذی عنعنه من جهة اخری'' اور اعمش مدلس ہیں، ان کی عن والی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی الا یہ کہ ان کے سماع کی تصریح کسی دوسری سند سے ثابت ہوجائے ۔ (شرح صحیح مسلم، درسی نسخہ ج ۱ ص ۷۲، تحت ح ۱۰۹)

امام بیہقی نے اس روایت کو ایک دوسری وجہ سے خطا قرار دیا ہے ۔! (السنن الکبری ۲۱۷/۴)

(عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل تھے کہ اس روزے کی قضا ہوگی اور کفارہ نہیں ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۵ح ۹۰۵۴ وسندہ صحیح، ابن جریج صرح بالسماع

(زیاد بن النضر (تابعی کبیر) رحمہ اللہ بھی ایسی حالت میں ایک دن کی قضا کے قائل تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۰۵ح ۹۰۵۵ وسندہ حسن

(حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''اس مسئلے میں اختلاف ہے اور جمہور اس کے قائل ہیں کہ قضا واجب ہے۔'' (فتح الباری ۴/۲۰۰

(یہی اکثر علماء کا قول ہے۔ (دیکھئے عون المعبود ۲/۲۷۹

''قسطلانی نے کہا: ''وہذا مذہب الشافعیہ والحنفیۃ والمالکیۃ والحنابلۃ

(شافعیوں، حنفیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کا یہی مذہب ہے۔ (عن المعبود ۲/۲۷۹

(ان کے مقابلے میں حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اجزامنہ'' یعنی یہی روزہ کفایت کرتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۴ح ۹۰۵۱ وسندہ صحیح

ان تمام اقوال اور فرمانِ الٰہی: (ثم اتموا الصیام الی اللیل) پھر رات تک روزہ پورا کرو۔ (البقرۃ: ۱۸۷) کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی راجح ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ افطار کرلے اور بعد میں سورج طلوع ہوجائے تو پھر اس روزے کی قضا ادا کرنا ہوگی۔

صورتِ مسئولہ میں پانچ منٹ پہلے اذان کی غلطی کی وجہ سے لوگوں نے روزہ افطار کرلیا، اس کے بعد سورج نظر نہیں آیا۔ لہٰذا یہ مسئلہ خطا و نسیان کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «ان اللہ تجاوزلی عن امتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیہ» بے شک اللہ نے میرے لئے میری امت سے خطا، بھول اور جس میں انہیں مجبور کیا جائے، معاف فرمایا ہے۔ (السنن الکبری للبیہقی ۷/۳۵۶ وصححہ الحاکم علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی فی تلخیصہ ولم یتعقبہ)

(عموم قرآن بھی اسی کا موید ہے۔ دیکھئے سورۃ الاحزاب (آیت: ۵

لہٰذا ایسی حالت میں لوگوں پر کوئی قضا نہیں ہے۔

یہی تحقیق ہمارے استاذ محترم مولانا حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ کی ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام

ج2ص140

محدث فتویٰ